

رمضان المبارک تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ

(اداریہ)

اسلام کا طرہ امتیاز ہی یہی ہے کہ اس کے احکامات کو نازل ہوئے صدیاں گزر گئیں مگر ان میں آج بھی وہی تروتازگی پائی جاتی ہے۔ جو بعثت نبوی ﷺ کے وقت تھی۔ ان احکامات میں سے عبادات کو ہی لے لیجئے۔ اگر انسان حضور قلب کے ساتھ آج بھی بندگی میں منہمک ہو تو وہ لذت و حلاوت کا وہی سرور حاصل کر سکتا ہے۔ جس کا منشاء اور مقصد اس عبادت سے مطلوب ہے۔

اسلام میں عبادات محض پوجا پاٹ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ رب العزت کی خوشنودی رضا اور بندگی کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی خواہشات کے خلاف اظہار نفرت بھی ہے۔ عبادت کا مقصد اپنی خواہشات کو احکام الہی کے تابع کرنا اور انہیں منبع نبوی کے سانچے میں ڈالنا ہے۔ جس کی نشاندہی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ اگر ان عبادات سے مطلوبہ نتائج حاصل ہو رہے ہوں تو یہ اللہ کے نزدیک قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں اور اگر ان اعلیٰ مقاصد سے عاری ہوں تو یہ محل نظر ہیں۔

نماز جسے دین کا ستون قرار دیا گیا اور ایک ایسی عبادت ہے۔ جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ اس کے بلند تر مقاصد میں قرب الہی مقصود ہے تو دوسری طرف اس کی ادائیگی سے منکرات سے نہ صرف نفرت ہے بلکہ ان سے ہمیشہ کیلئے چھٹکارا حاصل کرنا مطلوب ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔ (الآیة)

نماز کی ادائیگی کے ساتھ اگر کوئی شخص منکرات اور فواحش کا مرتکب بھی ہو رہا ہے تو یہ نماز محض ایک ایکسر سائز تو ہو سکتی ہے۔ جو اپنے مقاصد اور نصب

العیین سے خالی ہے۔ لہذا ایسے فرد کو اپنی بندگی اور طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ نماز کے اصل اہداف کو حاصل کر سکے اور اس کی روح تک پہنچ سکے اور وہ جوہر اپنے اندر پیدا کر لے جو نماز کی خاصیت ہے۔ جو مسلمان کے اندر نماز کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح روزہ ایک عبادت ہے جس سے اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ لیکن قرب الہی کا یہ ذریعہ دراصل تزکیہ نفس کا بہترین وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں روزے کی فرضیت کا ذکر فرمایا وہاں اس کی غرض و غایت سے بھی بخوبی آگاہ فرمایا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون۔

روزے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی خوشنودی مطلوب ہے۔ وہاں روزے کی وجہ حصول تقویٰ بھی ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے کہ جس شخص میں پیدا ہو جائے۔ وہ دنیا کی آلائشوں، منکرات، معصیت سے بہت دور رہتا ہے اور نیکی، رحمہلی، خیر خواہی اور فکر آخرت کا جذبہ خود بخود اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ حلال و حرام، نیکی و بدی میں امتیاز کرنے کے لئے بہترین میزان تقویٰ ہی تو ہے۔ جس کی بنیاد پر انسان شہادت سے بھی کوسوں میل دور بھاگتا ہے۔ پورا سال جس حالت میں گزرتا ہے۔ اس کا ہمیں بخوبی اندازہ ہے۔ لیکن یہ ایک مہینہ دراصل روح کی بالیدگی کے لئے ہے۔ جس کے ذریعے ہم تزکیہ نفس حاصل کرتے ہیں اور اپنے نفس کو سرکشی سے روکتے ہیں اور اس میں اچھائی اور نیکی کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور جیسا کہ روزے کی حالت میں انسان ہر کام کرنے سے پہلے لمحہ بھر کے لئے ضرور غور کرتا ہے کہ کہیں یہ روزے کی منافی نہ ہو اور بار بار اسے تقویٰ کے میزان پر توتا ہے اگر ذرا بھی شک ہو تو اس سے باز آ جاتا ہے۔ یہ عادت ایک ماہ تک اپنانے والا کوشش کرتا ہے کہ باقی

سال بھی ایسا ہی گزار دے۔ روزے کی حالت میں فسق و فجور میں مبتلا ہونا۔ دھوکہ، فریب اور جھوٹ ایسے بد اعمال کا مرتکب ہونا ناممکن ہے۔ ہاں اگر وہ ایسا کرتا ہے۔ تو پھر روزے کا اصل مقصد وہ حاصل نہ کر سکا۔ ایسے شخص کو بھوکا پیاسا رہنا مناسب نہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری)

ثابت ہوا کہ روزے کا اصل مقصد تزکیہ نفس ہے اس کے ذریعے ہم اپنی بری خصلتیں چھوڑ سکتے ہیں۔

لہذا روزے کو برائی کے خلاف ڈھال کے طور پر استعمال کرنا چاہئے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا ”الصوم جنة“ کہ روزہ برائیوں کے خلاف ڈھال ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے کہ آپ نے فرمایا:

اذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل اني صائم۔ (متفق علیہ)

روزے کی حالت میں گالی گلوچ نہ کرے اگر کوئی گالی دیتا ہے یا اس سے جھگڑا کرتا ہے۔ تو اسے صرف یہ کہہ دیں کہ جناب میں روزے سے ہوں۔ غرضیکہ روزے کی حالت میں گالی دینا اور جھگڑنا بھی سخت منع ہے اور اس تصور کے ساتھ روزے کی حالت میں اگر یہ عمل نہیں کر سکتا تو دیگر حرائم تو بالادلی نہیں کرنے چاہئے۔

اس لئے تمام مسلمانوں تو اس مبارک مہینے میں پورے اہتمام کے ساتھ روزے رکھنے چاہئے اور پھر روزوں کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کو حاصل کرنا چاہئے اور وہ تمام اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے چاہئے جن کا روزہ ہم سے تقاضا کرتا